

ابن حجر العسقلانی کا فتح الباری میں کسی حدیث یا روایت پر سکوت کرنا (جرح نہ کرنا) اس بات کی دلیل ہے کہ وہ روایت صحیح یا حسن یعنی حجت ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ظنراہم تھا نوی دیوبندی کے نزدیک حافظ ابن حجر کا فتح الباری میں کسی روایت پر سکوت کرنا حجت ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ وہ روایت صحیح یا حسن ہے۔ دیکھئے اعلاء السنن (ج ۱ ص ۸۹) یہ روایت کے بارے میں شوکانی نے کہا: اسے حافظ نے افتح میں ذکر کیا اور اس پر کلام نہیں کیا۔

یہ قول ذکر کرنے کے بعد ظنراہم نے یہ بھی لکھی: ان سکوت حافظ فی الفتح عن حدیث صحیحہ و دلیل علی صحیحہ او حسنہ، واللہ اعلم

اور اس میں دلیل ہے کہ حافظ کا الفتح (فتح الباری) میں کسی حدیث پر سکوت کرنا حجت ہے اور اس حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کی دلیل ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱ ص ۹۰، ترجمہ ازناقل)

آل دیوبند کا یہ اصول راقم الحروف نے اپنی کتاب "تعداد و کما ت قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ" میں بطور الزام پیش کیا ہے۔ دیکھئے ص ۲۰

ہے کہ فتح الباری (اور تلیس الجیر) میں حافظ ابن حجر کا سکوت حدیث کے حسن یا صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

ظاہر ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے جن احادیث و روایات پر فتح الباری میں سکوت کیا ہے، ان میں ضعیف اور ضعیف جدا بلکہ موضوع روایات بھی ہیں۔ تحقیق کے لئے دیکھئے ایس الساری فی ترویج و تحقیق الاحادیث الفتح ذکر حافظ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری۔

احال موضوع روایات کی چار مثالیں پیش خدمت ہیں، جن پر حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں سکوت کیا ہے۔

ل اول:

حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا:

ی عند الطبرانی و ابی الفتح عن انس رضی اللہ عنہ: یعنی عنہ من الابل والبقر والغنم" اور اس (مسئلہ یا باب) میں طبرانی اور ابی الفتح کی (سینا) انس (رضی اللہ عنہ) سے مرفوع حدیث ہے کہ اس (نومولہ) کی طرف سے اونٹوں، گائیوں اور بھریوں میں سے عقیقہ کرنا چاہئے۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۵۲۷)

البیہقی کی روایت سے لے کر ابو یوسف (فی الفتح ج ۱ ص ۳۱۵) اور ابی یوسف صاحب القتاب: "موضوع" مجمع الزوائد ۵/۲۵۸ وقال البیہقی: فی مدعیۃ بن الیسع وکذاب

کے راوی مسعد بن الیسع کے بارے میں امام ابو حاتم الرازی نے فرمایا:

بب منکر الحدیث لا یستعمل بہ۔ یکذب علی جعفر بن محمد عذی واللہ اعلم" وہ گیا گڑبے، منکر حدیثیں بیان کرنے والا اس (کی روایتوں) کے ساتھ مشغول نہیں ہونا چاہئے، وہ میرے نزدیک جعفر بن محمد (الصادق رحمہ اللہ) پر بصوت بولتا تھا۔ (کتاب الجرح والتعديل ۸/۳۴۱)

ن (۲۳/۶)

ل دوم:

حافظ ابن حجر نے کہا:

خرج ابوداؤد من حدیث ابی العشاء عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن العترة فحسنا" اور ابوداؤد نے ابوالعشاء، عن ابیہ کی حدیث سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عتیرہ (زمانہ جاہلیت میں معبودوں کے نام پر ذبح کئے جانے والے بانو) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اسے اچھا قرار دیا۔ روایت امام ابوداؤد کی مشہور کتاب السنن میں نہیں، بلکہ کسی دوسری کتاب میں عبد الرحمن بن قیس عن حماد بن سلمہ عن ابی العشاء الداری عن ابیہ کی سند سے مذکور ہے۔

ب (۱۶/۱۲۶) دوسرا نسخہ ۱۸۶/۱۲، ترمذی ابی العشاء، تہذیب الکمال للعلوی (۸/۳۴۱) اور ایس الساری (۸۳/۲) ج ۳ ص ۸۳۳ وقال: موضوع

ومعاویہ عبد الرحمن بن قیس الضبی البصری کذاب (مجموعہ راوی) تھا۔ اس کے بارے میں امام ابوزہرہ الرازی نے فرمایا: "اور وہ بھونٹا تھا۔ (کتاب الجرح والتعديل ۵/۲۸۷)

ب: ۳۹۸۹

ل سوم:

